سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۳۱

عرفانِ محبت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۳۱

عرفانِ محبت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت و ارشاد

حلیم امت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبت ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

ذوالمجد عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا مدظلہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : عرفانِ محبت

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۵؍ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۱؍ جون ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ، بعد نمازِ ظہر

مقام وعظ : جامع مسجد الفیصل، لیسٹر، برطانیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲۸؍ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۸؍ فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:92.21.34972080+ اور 92.316.7771051+

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

پیش لفظ ٦
انعامِ محبت ٨
نیت کا اثر ٩
نگاہوں کا فیض ١٠
سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کی کرامت ١٠
حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کی کرامت ١١
ذوق و مرادِ نبوت ١٢
اہل محبت کی قیمت ١٢
آدمیت کیا ہے؟ ١٣
حدیث اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ کی الہامی تشریح ١٥
قبولیتِ توبہ کی علامت اور اس کی مثال ١٥
حفاظتِ نظر کا حکم بواسطۂ رسالت فرمانے کے عجیب اسرار ١٦
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے ١٧
بدنظری کا اثر ١٧
اللہ تعالیٰ سے معافی حاصل کرنے کا طریقہ ١٨
بیویوں سے نیک برتاؤ کی دلسوز مثال ١٨
ولی اللہ بننے کا راستہ ١٨
بیویوں کا ایک اور حق ١٩
مجلس دعوۃ الحق کیا ہے؟ اور کس نے قائم کی؟ ٢١
تعمیرِ ظاہر و باطن ٢١
اصلی مولوی کون ہے؟ ٢٢
آیت اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ جملۂ خبریہ سے نازل فرمانے کا عاشقانہ راز ٢٣
اہل وفا کون ہیں؟ ٢٤
اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ کا جملۂ خبریہ حق تعالیٰ کی شانِ محبوبیت کی دلیل ٢٥
اشد محبت کثرتِ ذکر سے ملتی ہے ٢٧

اشد محبت مانگنے کا طریقہ حدیثِ پاک سے.................................... ۲۷
اہل اللہ سے محبت ذوقِ نبوت ہے ۲۸
عجیب رابطہ.................................... ۲۸
محبت کی حدود ۲۹
جان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے ۲۹
اہل و عیال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے.................................... ۳۱
شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ کی محبت مطلوب ہے.................................... ۳۱

جو سالک پیشِ مرشد دوستو فانی نہیں ہوتا

جو سالک پیشِ مرشد دوستو فانی نہیں ہوتا
کبھی وہ واقف اسرار عرفانی نہیں ہوتا

جو ظلمت میں ہمیشہ بدعتوں کی غرق رہتا ہے
کبھی اہل نظر کے دل میں نورانی نہیں ہوتا

گناہوں سے نہیں بچتا ہے جو ظالم ارے توبہ
وہ روحانی بظاہر ہو کے روحانی نہیں ہوتا

ہو جس کی چشم تر اور جس کی آہ نیم شب ظاہر
پھر اس کا درد اہل دل پہ پنہانی نہیں ہوتا

خلافِ سنتِ نبوی ہو جس کی زندگی اختر
وہ ربّانی بھی کہلا کر کے ربّانی نہیں ہوتا

(اختر)

پیش لفظ

احباب برطانیہ کی فرمایش پر اس سال صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق جون ۱۹۹۷ء کو عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا برطانیہ کا تیسرا سفر ہوا۔ راستے میں ایک ہفتہ ترکی میں قیام فرمایا جہاں لندن اور جنوبی افریقہ سے بہت سے اکابر علماء اور احباب تشریف لائے۔ کل بتیس ۳۲/ احباب تھے جن کی ہمراہی میں استنبول سے دودن کے لیے مولانارومی کے شہر قونیہ کا سفر ہوا۔

اس کے بعد حضرت والا کی مع احباب لندن تشریف آوری ہوئی جہاں چند دن قیام کے بعد باربڈوز (ویسٹ انڈیز) کا سفر ہوا۔ وہاں ایک ہفتہ قیام رہا۔ ان تمام اسفار میں عظیم دینی نفع جملہ احباب نے ظاہراً وباطناً محسوس کیا۔

باربڈوز روانگی سے قبل حضرت مولانا آدم صاحب زید مجدہم کی فرمایش پر حسبِ سابق جامع مسجد الفیصل لیسٹر میں ۲۱/ جون ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر دو بج کر پینتالیس منٹ پر حضرت والا دامت برکاتہم کا بیان تجویز تھا۔ سامعین کی کثیر تعداد تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پر عجیب درد بھرا بیان تھا اور بعض ایسے جدید الہامی مضامین بیان ہوئے جو اس سے پہلے کبھی بیان نہ ہوئے تھے اور کثر سامعین اشکبار تھے۔

بیان کے بعد حضرت مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم نے احقر راقم الحروف سے فرمایا کہ حضرت کے بیان سے دل زندہ ہوگیا اور اسلاف کی یاد تازہ ہوگئی اور فرمایا کہ حسبِ سابق اس بار بھی بیان کی کتابت وطباعت کے جملہ مصارف کا میں انتظام کروں گا لہٰذا اس کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے چناں چہ داعیٔ سفر حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم نے اس کو ٹیپ سے نقل فرمایا، احقر راقم الحروف نے مرتب کرکے جابجا عنوان قائم کیے اور اس کا نام ”عرفانِ محبت“ تجویز کیا گیا اور خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی سے پہلی بار شایع کیا جارہا ہے۔

آج مؤرخہ ۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۴/ اگست ۱۹۹۷ء بروز دوشنبہ طباعت

کے لیے دیا جارہا ہے اور اس کا مسودہ عن قریب ان شاء اللہ تعالیٰ لیسٹر روانہ کیا جائے گا جہاں حضرت مولانا آدم صاحب زید مجدہم خطیب جامع مسجد لیسٹر (برطانیہ) کی حسب خواہش برطانیہ سے علیحدہ شایع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں۔

مرتب:
یکے از خدام
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

نہ جانے کتنے خورشید و قمر کا نور تھا شامل

ہمارے آب و گل میں دردِ دل کب سے ہوا شامل
کہ جب سے احتسابِ تلخ ساقی کا ہوا نازل

زبانِ دردِ دل سے اس طرح تفسیرِ قرآں کی
یہ لگتا کہ جیسے آج ہی قرآں ہوا نازل

یہ عرفانِ محبت ہے یہ فیضانِ محبت ہے
کہ موجوں کی طرف خود آگیا بڑھتا ہوا ساحل

نہ جانے کتنے خورشید و قمر دل میں اُتر آئے
ہمارے آب و گل میں دردِ نسبت جب ہوا شامل

تجلّی خالقِ شمس و قمر کی جب ہوئی دل میں
نہ جانے کتنے خورشید و قمر کا نور تھا شامل

مری کشتی کو طوفانوں میں بھی اُمیدِ ساحل تھی
مرے خوفِ تلاطم میں تھا اُن کا آسرا شامل

(اختر)

www.khanqah.org

عرفانِ محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ [1]
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ [2]

حضراتِ سامعین!

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

یہ ذوق کہ اللہ والوں یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشقوں میں زندگی گزارنا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اور شوقِ نبوت اور ذوقِ نبوت ہے جس کی دلیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے بیان کروں گا۔

انعامِ محبت

صحابۂ کرام سے آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس مرتبہ سے نوازا ہے کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آج اس کے آرام کدہ اور گھر سے بے گھر کرکے حکم دے رہا ہے کہ:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ [3]

---

[1] البقرۃ:۱۶۵
[2] جامع الترمذی:۱۸۷/۲،باب من ابواب جامع الدعوات،ایچ ایم سعید
[3] الکھف:۲۸

جو بندے میرے عاشق ہیں اور مجھے یاد کررہے ہیں آپ ان کے پاس جاکر بیٹھیے تاکہ آپ کی صحبت کے صدقے میں انہیں نسبتِ قویہ عطا کردوں اور آپ کی خوشبو سے انہیں ایسا بسادوں کہ جس طرف سے وہ گزریں آپ کی خوشبو پھیل جائے اور ان کے ذریعے سے قیامت تک میری محبت کی تاریخ قائم ہوجائے۔ کسی کے جہاد سے، کسی کی شہادت سے، کسی کی فراست سے، کسی کی عبادت سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے پوچھا کہ آپ لوگ کیا کررہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ کو یاد کررہے ہیں تو آپ فوراً سمجھ گئے کہ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ والے یہی لوگ ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کیوں یاد کررہے ہو؟ عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔

نیت کا اثر

میرے مرشد شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہاہے اور سڑک سے گزر رہاہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ مجھے اللہ والا سمجھ کر چندہ دیں، میری خوب خاطر ہو کہ یہ بہت بڑا عاشق حق جارہاہے تو اس کے ہر سبحان اللہ کہنے پر گناہ اور وبال لکھا جارہاہے کیوں کہ اس کا ذکر اللہ کے لیے نہیں ہے، پیٹ اور دنیا اینٹھنے کے لیے ہے۔ اور ایک آدمی اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے امرود بیچ رہاہے اور وہ سڑک پہ کہہ رہاہے کہ لے امرود، لے امرود تو اس کو ہر لے امرود کہنے پر سبحان اللہ سے زیادہ ثواب لکھا جاتاہے کیوں کہ سبحان اللہ مستحب ہے، نفل ہے اور حلال کمائی فرض ہے۔

طَلَبُ الۡحَلَالِ فَرِیۡضَۃٌ بَعۡدَ الۡفَرِیۡضَۃِ[۲]

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمہاری عاشقی ہم تسلیم

---

[۲] کنزالعمال: ۵/۴ (۹۲۰۳)، فضل فی فضائل الکسب، مؤسسۃ الرسالۃ - المغنی عن حمل الاسفار ۱/۱۷۰ (۶۸۴)، الفصل فی القابض واسباب استحقاقہ، مکتبۃ طبریۃ، ریاض

کرتے ہیں کیوں کہ یاد وہی کرتا ہے جو عاشق ہوتا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ[۵] جو کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔

نگاہوں کا فیض

(درمیان میں ایک سامع وعظ آنکھیں بند کیے ہوئے تھے تو انہیں متنبہ کرنے کے لیے فرمایا کہ) اِدھر دیکھو، نظر سے نظر کو ملانے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ آپ کو نیند نہیں آئے گی اور ہمیں بھی یقین رہے گا کہ آپ سو نہیں رہے ہیں، اگر آپ نے آنکھ بند کرلی تو ممکن ہے کہ آپ عرشِ اعظم کی سیر کررہے ہوں، مگر دوسرا وسوسہ بھی آسکتا ہے کہ یہیں زمین پر دھرے ہوں۔ اس لیے جب دلیل قوی موجود ہو دلیل ضعیف مت پیش کرو، آنکھ کھول کر سنو، کچھ باتیں آنکھوں سے ملتی ہیں۔

مے کشو یہ تو مے کشی رندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

کچھ باتیں آنکھوں سے پی جاتی ہیں اور آنکھوں کی پی جاتی ہے۔

ایک مؤمن نابینا ہے لیکن نبی اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے تو وہ صحابی ہوگیا حالاں کہ خود نابینا ہے۔ آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاثیر رکھی ہے۔

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کی کرامت

سید احمد شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی سے دیوبند اور دیوبند سے بالاکوٹ جہاد میں جارہے ہیں۔ راستے میں ایک شخص اس زاویہ سے کھڑا ہوگیا کہ سید صاحب جب ادھر سے گزریں تو مجھ پر ایک نظر پڑ جائے، چناں چہ جاتے جاتے سید صاحب کی ایک نظر اس پر پڑ گئی۔ بس اسی دن سے اس کا یہ اثر ہوا کہ جب وہ مسجد جاتے تھے تو مسجد روشن ہوجاتی تھی۔ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ استاد حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں

---

۵ شعب الایمان للبیهقی: ۱/۳۸۸(۵۰۱)، فصل فی معانی المحبة، مكتبة دار الكتب العلمية

سے پوچھا کہ بھئی! مسجد میں کس کے آنے سے روشنی ہوتی ہے؟ ایک لڑکے کو مقرر کر دیا کہ وہ اس کا اندازہ کرے۔ چناں چہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور روشنی ہوئی، یہ انہیں لے آیا۔ حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کیا وظیفہ پڑھتے ہیں کہ آپ کے آنے سے مسجد میں روشنی ہو جاتی ہے؟ اس نے بتایا کہ میں کوئی وظیفہ نہیں پڑھتا ہوں، میں ایک عامی مسلمان ہوں، مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے لیکن اللہ کے ایک زبردست عظیم الشان صاحبِ نسبت کی مجھ پر نظر پڑی تھی، جب وہ جان دینے کے لیے بالاکوٹ جارہے تھے ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

یہ ان کی نظر کا صدقہ تھا۔ معلوم ہوا نظر سے بھی کچھ چیزیں مل جاتی ہیں۔

حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کی کرامت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد فتح پوری دہلی میں چھ سات گھنٹے عبادت کر کے جب دل کا نور لبریز ہو کر آنکھوں سے ٹپکنے لگا اور چہرے سے جھلکنے لگا تو جیسے ہی مسجد فتح پوری سے نکلنے لگے، ایک کُتا وہاں بیٹھا تھا، اس پر نظر پڑ گئی۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت ہے کہ جہاں جہاں وہ کتا جاتا تھا، دہلی کے سب کُتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے جبکہ کُتوں کا مزاج باادب بیٹھنے کا نہیں ہے، بھونکنے کا مزاج ہے، اپنی برادری سے انہیں زیادہ حسد ہوتا ہے۔

کسی غیر مسلم نے حضرت والا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کُتا بڑا باوفا ہوتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا مگر اپنی قوم سے غدّار ہوتا ہے، کُتا جب دوسرے کُتے کو دیکھتا ہے پھر دیکھو کیسا بھونکتا ہے، اتنا دوڑائے گا کہ جب تک وہ اپنی دُم کو اپنی دونوں رانوں کے درمیان سرنڈر نہ کر لے، دوڑاتا رہے گا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ والوں کی نظر سے کتا بھی محروم نہ ہوا اور وہ کُتوں کا پیر بن گیا، جہاں جارہا ہے سارے کُتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ

رہے ہیں، جب ان کی نظر سے کُتا بھی محروم نہ ہوا تو آہ! انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں؟ تو مقرر کو بھی آپ کی آنکھوں سے فیض ہوتا ہے۔ آپ کی طلب آپ کی آنکھوں سے ظاہر ہوتی ہے ؎

دل کی بات آنکھوں سے پالی جائے گی
بے سوالی بھی نہ خالی جائے گی

یہ چند باتیں ضمناً آگئی تھیں۔ میں یہ عرض کررہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری عاشقی قرآنِ کریم کی آیت سے ملاکر تسلیم کرتے ہیں کیوں کہ ہمیں گھر سے بے گھر کرکے ان لوگوں میں بیٹھنے کے لیے کہا گیا جو نمبر ۱) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اس لیے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْـًٔا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو جس سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنے محبوب کو ضرور یاد کرتا ہے، ضبط نہیں کرسکتا ہے ؎

کہاں تک ضبطِ بے تابی کہاں تک پاسِ بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ ہم فریاد کرتے ہیں

یہ کسی بزرگ کا شعر ہے اور میرا شعر یہ ہے ؎

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

ذوق و مرادِ نبوت

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے ذکر کررہے ہو۔ تمہارے اخلاص پر قرآن نازل ہورہا ہے۔ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں تو تمہارے اخلاص پر کون تنقید کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ خود فرمارہے ہیں یہ وہ قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ کو یاد کررہی ہے لہٰذا میرا جینا اور مرنا ایسے عاشقوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

اہلِ محبت کی قیمت

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آپ لوگ غریبی کی وجہ سے ایک لباس میں ہیں، آپ لوگوں کی کھالیں خشک ہیں فاقے کی وجہ سے، آپ لوگوں کے بال

بکھرے ہوئے ہیں غربت کی وجہ سے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ لوگوں کی یہ قیمت ہے کہ تمام پیغمبروں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے بے گھر کرکے تمہارے پاس بیٹھنے کا حکم ہورہاہے اور وَاصْبِرْ کے ذریعے سے یعنی خلوت مع اللہ کو چھوڑنے سے اگر آپ کو تکلیف بھی ہو تو برداشت کیجیے اور جلوت میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیٹھیے اور آپ کو جو نسبت حق تعالیٰ سے ہے اس کو ان صحابہ میں منتقل کرکے قیامت تک کے لیے اسلام، ایمان اور اخلاص کی خوشبو کے نشر کا ذریعہ بنادیجیے۔ (سبحان اللہ)

آپ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی قیمت دیکھی؟ آج ہم قیمت لگاتے ہیں اپنی مرسڈیز سے، بلڈنگ سے اور اپنے بیلنس سے، ہم قیمت لگاتے ہیں لباسوں سے اور ہم قیمت لگاتے ہیں مخلوق کی سلامی سے۔ اگر سارا برطانیہ کسی کو سلام کررہا ہو تو مسجد میں بیٹھ کر کہتا ہوں کہ اس کی کوئی قیمت نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

پتا چلے گا قیامت کے دن کہ کس کی کیا قیمت ہے؟ جس غلام سے مالک خوش ہو اس کی قیمت ہوتی ہے۔

آدمیت کیا ہے؟

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے۔ فرماتے ہیں ؎

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست

آدمیت گوشت کھال اور چربی کا نام نہیں ہے، پھر آدمیت کس چیز کا نام ہے؟

آدمیت جز رضائے دوست نیست

آدمی آدم والا ہونا چاہیے، رَبَّنَا ظَلَمْنَا[۱] والا ہونا چاہیے، اپنے بابا آدم علیہ السلام والے طریقے پر جینے والا ہونا چاہیے، آدمیت جز رضائے دوست نیست۔ آدمیت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے علاوہ اور کسی چیز کا نام نہیں ہے۔ جس آدمی سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ آدمی ہے اور

---

[۱] الاعراف:۲۳

جس سے خدا ناراض ہو اس کو آدمی کہنا جائز نہیں ہے، وہ صورتاً آدمی ہے، غلافِ آدمیت میں ہے اور حقیقتِ آدمیت سے محروم ہے۔ اسی کو اگلے شعر میں فرماتے ہیں؎

ایں کہ می بینم خلافِ آدم اند
نیست اند آدم غلافِ آدم اند

یہ جو میں دیکھ رہا ہوں یہ آدمیت کی کھال میں ہیں آدمی نہیں ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ؎

آں کہ فرزندانِ خاص آمد اند
نفحۂ اِنَّا ظَلَمْنَا می دمند

جو لوگ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خاص اولاد ہیں اگر ان سے خطا ہو جاتی ہے تو چین سے نہیں رہتے، چائے نہیں پیتے، مکھن نہیں نگلتے، سموسے نہیں اُڑاتے، دو رکعت توبہ کی پڑھ کر سجدہ گاہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کرتے ہیں، تڑپ کر مالک کو راضی کرتے ہیں اور اپنے بابا کی میراث رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کو استعمال کرتے ہیں کیوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا کام اسی سے بنا تھا، آپ کو تاجِ خلافت اسی سے عطا ہوا تھا۔ تو جو حضرت آدم علیہ السلام کی خاص اولاد ہیں، ان سے اگر خطا ہو جاتی ہے تو وہ بھی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہہ کر روتے ہیں اور جب تک ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز نہیں آجاتی کہ ہم نے معاف کر دیا اس وقت تک چائے اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں، کباب بریانی کو اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں۔ نعمتیں دینے والے کو ناراض کر کے جو نعمتیں ٹھونستا ہے وہ نالائق ہے، بے غیرت ہے۔ شرافتِ بندگی کا تقاضا ہے کہ گناہ کر کے پہلے توبہ کرو، اتنا روؤ کہ آسمان سے آواز بغیر حروف کے دل میں آجائے کہ ہم نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی آواز حروف کی محتاج نہیں ہے، بغیر حروف کے آواز آتی ہے، الہام ہوتا ہے۔ مضمون کے لیے حروف کی ضرورت نہیں، مفہوم آتا ہے پھر وہ اپنے ملفوظ میں پیش کرتا ہے۔

ایک دفعہ ایک صاحب نے مجمع میں پوچھا کہ گناہوں کی معافی کا طریقہ آپ نے آہ وزاری، اشکباری بتایا تھا، لیکن کتنا روؤں، کتنی توبہ کروں اور کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا؟ اس کی کوئی علامت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے آنسوؤں پر رحم فرمائیں گے تو شانِ رحمت کا احساس قلب کو ہو جائے گا۔ دل میں ٹھنڈک اور سکون

آجائے گا، یہی علامت ہے کہ معافی ہوگئی۔

حدیث اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ کی الہامی تشریح

کیوں کہ گناہوں سے دل پر دو قسم کے عذاب آتے ہیں۔ ایک تو اندھیرا پیدا ہوتا ہے، دوسرے دل میں جلن اور سوزش پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے کہ گناہ کا تعلق دوزخ سے ہے لہٰذا دل میں گرمی، جلن اور سوزش اور اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں استغفار کا عجیب مضمون عطا فرمایا ہے۔ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ[ک]

اے اللہ! میرے گناہوں کو دھو دے برف کے پانی سے، وَالْبَرَدِ اور اولے کے پانی سے۔ میرے شیخ نے مجھے جب یہ حدیث پڑھائی تو ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ جونپور سے اعظم گڑھ آئے ہوئے تھے اور مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ برف اور اولے کے پانی سے گناہوں کے دھلوانے کی کیوں درخواست کی جارہی ہے؟ حضرت کو جواب معلوم نہیں تھا، آنکھ بند کر کے سر کو جھکایا، چند سیکنڈ کے بعد فرمایا کہ آ گیا آ گیا جواب آ گیا۔ فرمایا کہ گناہ سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں، ایک حرارت اور گرمی، دوسری اندھیرے۔ گناہوں سے اندھیرے کیوں آتے ہیں؟ اس کا جواب اختر سے سن لو کہ چوں کہ سورج کے ڈوبنے سے عالم میں اندھیرا پیدا ہوجاتا ہے تو سورج کا پیدا کرنے والا جس سے منہ پھیر لے، اس کے دل میں اندھیرا نہیں آئے گا؟ میرے شیخ نے فرمایا کہ برف کا پانی ٹھنڈا ہوتا ہے، اس کے ذریعے گناہوں کے دھونے کی درخواست کی جارہی ہے تاکہ گناہوں کی گرمی ٹھنڈک سے تبدیل ہوجائے اور اولے کا پانی چمکدار ہوتا ہے، اس کے ذریعے سے اندھیرے اجالوں میں تبدیل ہوجائیں گے۔

قبولیتِ توبہ کی علامت اور اس کی مثال

تو استغفار اور توبہ اتنا کرو کہ دل میں بغیر حروف کے ایک آواز محسوس ہو کہ اب بس کرو مت روؤ، ورنہ بیمار ہوجاؤ گے، ہم نے معاف کردیا۔ اس کی حسّی مثال پیش کرتا ہوں،

ک صحیح البخاری:۲/۹۴۳(۶۴۰۹)،باب الاستعاذۃ من ارذل العمر،المکتبۃ المظہریۃ

ایک بچہ ہے، اس سے غلطی ہوگئی، اب ابّا سے لپٹ کر روئے جارہا ہے۔ جب ابّا نے دیکھا کہ اب تو بے ہوش ہونے والا ہے تو اس کو گود میں اُٹھا کر پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اس کا سر سینے سے لگا کر کہتا ہے کہ بیٹے! اب مت روؤ ورنہ تمہاری صحت خراب ہوجائے گی، ہم نے تم کو معاف کردیا، ہم تمہاری ندامت اور درخواستِ معافی اس درجہ نہیں چاہتے کہ تم بے ہوش ہوجاؤ، بیمار ہوجاؤ بس ہم نے تمہیں معاف کردیا۔ جب ماں باپ کی رحمت کا یہ تقاضا ہے تو ارحم الراحمین کی رحمت کا کیا تقاضا ہوگا کہ اپنے بندوں کو رُلاتے رُلاتے بے ہوش کردیں؟ اور ہارٹ اٹیک ہوجائے؟ یا کوئی اور مصیبت آجائے؟ ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ بھی جب دیکھتے ہیں کہ بندہ مسلسل رو رہا ہے، سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کررہا ہے اور اپنے جگر کا خون پیش کررہا ہے تو تھوڑی ہی دیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ دل میں ٹھنڈک آجائے گی اور اُسے محسوس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا۔ یہی قبولیتِ توبہ کی علامت ہے، وہ ہمارے پالنے والے ہیں، اس لیے بہت جلد معاف کردیتے ہیں لیکن میں آپ حضرات کو مشورہ دیتا ہوں کہ جب کبھی بد نظری ہوجائے یا نماز قضا ہوجائے یا کوئی خطا ہوجائے تو جب تک نماز ادا نہ کرے اور کوئی قطرہ آنسو کا نہ گرائے تب تک چین نہ آئے۔ یہ صاحبِ قصیدۂ بردہ نے فرمایا کہ دریا کا دریا انڈیل لو، معافی نہیں ہوگی لیکن ایک آنسو گرالو، معافی ہوجائے گی۔

گوری کو دیکھو یا کالی کو دیکھو، یہ حرام ہے، خالی مکروہ نہیں ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان عورتوں کو بے پردہ دیکھنا، چاہے کرسچین ہوں، چاہے مسلمان ہوں یا یہودی ہوں، کوئی ہو **زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ**[۸] یہ دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ**[۹] اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ایمان والوں سے فرمادیجیے کہ نظر کو بچائیں۔

حفاظتِ نظر کا حکم بواسطۂ رسالت فرمانے کے عجیب اسرار

اللہ تعالیٰ نے نظر بچانے کا براہِ راست ہم کو حکم نہیں دیا، سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے حکم دیا تاکہ ان کے جذبات میں دو قسم کا طوفان آئے۔ ایک تو بحیثیت

---

۸ صحیح البخاری: ۲/۹۲۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبة المظھریة

۹ النور: ۳۰

محسن و خالق کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا ماں کے پیٹ میں، ہم نے تمہیں دو آنکھیں دیں، پھر تم میری مرضی کے خلاف کیسے چلتے ہو؟ دوسرے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہلوایا تاکہ تم کو جو محبت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو محبت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ہو کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں حکم فرمایا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس حکم پر عمل کرنے کے لیے دو انجن لگا دیے۔ جیسے کوئٹہ (پاکستان) میں پہاڑی پر جب ریل جاتی ہے تو دو انجن لگاتے ہیں آگے اور پیچھے، اسی طرح نظر کی حفاظت چوں کہ مشکل پرچہ تھا اس لیے قُلْ کے ذریعے اپنا حکم بھی شامل کیا۔ اس قُلْ میں اللہ تعالیٰ کا حکم شامل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی شامل ہو گیا کہ آپ فرما دیجیے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ابّا اپنے بیٹوں کو دیکھتا ہے کہ نامحرم لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور غلط حرکت کر رہے ہیں تو ابّا خود تو نہیں کہتا، باپ کو شرم آتی ہے کہ بچے کہیں گے کہ باپ کو کیسے پتا چل گیا، اس لیے ابّا اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ میرے بچوں کو سمجھا دو کہ لڑکیوں کے ساتھ اُٹھا بیٹھا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی حیا آئی کہ میں اپنے غلاموں کو کس طرح کہہ دوں؟ لائق بندے شرما جائیں گے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرما دیجیے کہ میرے بندے اپنی نظر کی حفاظت کریں، ہم کو چھوڑ کر غیروں کی طرف نہ دیکھیں۔

کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت مسجد کے مقتدی نہیں ہیں، ہمارے شاگرد نہیں ہیں، ہمارے مرید نہیں ہیں، محلہ والے نہیں ہیں لہٰذا یہاں بس اسٹاپ پر لڑکیاں ہیں، انہیں دیکھ لو لیکن میرا ایک شعر ہے ؎

جو کرتا ہے تُو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

بدنظری کا اثر

جو بدنظری کرتا ہے اسے پھر اپنی بیوی سے محبت نہیں رہتی، دوسری آنکھوں میں

سماجاتی ہے، اس لیے حسن معاشرت اور بیوی کے حقوق کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ نظر کی حفاظت کی جائے۔ جو جتنا نظر بچاتا ہے اتنا ہی وہ اپنی بیوی کو پیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے معافی حاصل کرنے کا طریقہ

اچانک ایک بات یاد آگئی۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی خطاؤں کو معاف کردیا کرو، ان کو مارنا پیٹنا غیرتِ مردانگی کے خلاف ہے، کمزوروں کو کیا مارنا ہے، لڑائی کرنی ہے تو محمد علی کلے کے پاس جاؤ، وہاں باکسنگ لڑو۔ ارے میاں! عورت کتنی ہی تندرست ہو، دو تین بچوں کے بعد اس میں جان نہیں رہتی۔

ہمارے ایک پُرمذاق دوست کہتے ہیں کہ جب آدمی سے آدمی منفی ہوگیا یعنی عورت سے بچہ پیدا ہوا، آدمی سے آدمی نکل آیا تو کیا رہا؟ کچھ بھی نہیں۔ عورت بچہ پیدا ہوجانے کے بعد کمزور ہوجاتی ہے لہٰذا ان کی ہزار خطائیں معاف کردو، قیامت کے دن ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائیں گے۔

بیویوں سے نیک برتاؤ کی دلسوز مثال

دیکھیے! آپ کی بیٹی کو آپ کا داماد معاف کردیتا ہے تو ایسے داماد سے آپ کتنے خوش ہوں گے؟ قربان ہوجائیں گے ایسے داماد پر، کوئی بلڈنگ آپ کی ہو تو وہ بھی آپ اس کے نام لکھ دینا چاہیں گے تو جب ایک ابّا کو اتنی محبت ہے تو ربّا کو اپنی بندیوں سے کتنی محبت ہوگی؟ جس نے ان بندیوں کو پیدا کیا۔

ولی اللہ بننے کا راستہ

جو شخص اپنی بیوی کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے، ان کو پیار کرتا ہے، شفقت کرتا ہے، ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی کا اعلیٰ مقام نصیب ہوتا ہے۔ تہجد گزاروں، سبحان اللہ پڑھنے والوں سے بھی زیادہ، جو اپنی بیویوں پر رحم کرتے ہیں، اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ بہت اونچے درجے کا مقام عطا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کو

اس پر کرامت عطا ہوئی۔ جیسے شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بدمزاج اور کڑوی تھی، مگر برداشت کرتے تھے۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں شیر کی سواری دی۔ دیکھو! جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر چلتے تھے اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں ہوتا تھا۔ ایک شخص ہزار میل دور سے ان سے بیعت ہونے کے لیے پہنچا، گھر جاکر پوچھا کہ شاہ ابوالحسن کہاں ہیں؟ (وہ جنگل گئے تھے لکڑیاں لانے) بیوی نے کہا کہ حضرت وضرت کچھ نہیں، تم کہاں ان کے چکر میں آ گئے؟ وہ بے چارا رونے لگا کہ میرا تو اتنا لمبا سفر بے کار گیا۔ لوگوں سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ گھبراؤ مت، وہ کڑوی مزاج ہے، جاؤ! جنگل میں ان کی کرامت دیکھو، وہ بڑے بزرگ ہیں۔ یہ جنگل میں پہنچے گھبرائے ہوئے۔ شاہ صاحب سمجھ گئے کہ ان کو گھر سے کوئی بات ملی ہے۔ فرمایا گھبراؤ مت بیوی کے مزاج کی کڑواہٹ برادشت کرنے سے آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیر کی سواری دی ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کو کس طرح مثنوی میں ضبط کیا ہے۔ وہ سنیے ؎

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیر نر بیگارِ من

اگر میرا صبر میری بیوی کی کڑوی باتوں کے بوجھ کو نہ اُٹھاتا اور صبر نہ کرتا تو یہ شیر نر میری بیگاری کرتا؟ میری مزدوری کرتا کہ لکڑیاں اُٹھا رہا ہے؟

بیویوں کا ایک اور حق

اور بیویوں کا ایک حق اور ہے جو کم لوگ جانتے ہیں کہ ان کو مہینہ میں کچھ وظیفہ، کچھ ہدیہ دے دیا کرو اور پھر اس کا حساب نہ لو اور اس کی مقدار کیا ہو؟ جتنا ہو، جتنا آپ کا امپورٹ ہو (کھائے تو دس کلو اور ایکسپورٹ کرے مرغی کے برابر) یعنی جتنی آپ کی آمدنی ہو اس کے تناسب سے وظیفہ بھی دیا جائے۔

میری بات اس پر شروع ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ

رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمہاری عاشقی مسلم ہے، اس لیے میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہوگا لہٰذا میرا یہ شعر جو شروعِ خطبہ میں پڑھا تھا اس حدیث کا ترجمان ہے ؎

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

اور ؎

مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

اور ؎

کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

بہت تھکا ہوا ہوں، اس لیے مضمون سمیٹتا ہوں لیکن ؎

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اخترؔ
مگر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

دیکھیے! کراچی میں ابھی ابھی یہ شعر ہوا تھا جس کو میں نے پرچے میں لکھوا کر جلسے میں پڑھوایا۔ یہ شعر ابھی ابھی حالتِ سفر میں ہوا ہے ؎

ارض و سما سے غم جو اُٹھایا نہ جاسکا
وہ غم تمہارا دل ہے ہمارا لیے ہوئے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا زمین و آسمان اور پہاڑوں نے ڈر کر انکار کردیا کہ ہم آپ کے دردِ محبت کو برداشت نہیں کرسکتے۔ وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ[1] اس دردِ غم کو انسان نے اُٹھالیا۔ (حضرت والا نے شعر پڑھنے والے سے فرمایا کہ میرا جہاں قیام ہے وہاں آکر اس کو ریکارڈ کرنا اور فرمایا کہ میرا قیام مجلس دعوۃ الحق میں ہے۔ جامع)

[1] الاحزاب:۷۲

مجلس دعوۃ الحق کیا ہے؟ اور کس نے قائم کی؟

دعوۃ الحق کیا ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قائم فرمایا اور میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام رکھا۔ حضرت والا نے ایک مجلس شوریٰ بلائی اور موجود علمائے کرام سے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کی ہدایت کے لیے ایک مرتب نظام تجویز ہے۔ پھر اس کے نام کے لیے پوچھا تو کسی نے کچھ، کسی نے کچھ کہا مگر حضرت کو پسند نہ آیا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ[۱] قرآن شریف کی آیت پڑھ دی۔ بس حضرت پھڑک گئے اور فرمایا یہ بہترین نام ہے ”دعوۃ الحق“۔

تعمیرِ ظاہر و باطن

تو دعوۃ الحق کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو نیک عمل سکھایا جائے اور بُرائیوں سے بچایا جائے۔ یہ ہے روحانی بیوٹی پارلر۔ اگر لڑکی کو خوب بیوٹی پارلر میں سجایا لیکن جب رات میں شوہر کے پاس گئی تو پہلا جملہ کیا کہا؟ You are bloody fool۔ شوہر نے کہا ظالم! شکل تو اتنی خوبصورت اور زہر اُگلتی ہے۔ جسمانی بیوٹی پارلر میں تو صرف جسم کو سجاتے ہیں، باطن کی اصلاح نہیں کرسکتے لیکن روحانی بیوٹی پارلر یعنی خانقاہوں میں ظاہر کی بھی اصلاح کی جاتی ہے اور باطن کی بھی اصلاح کی جاتی ہے، ظاہر کو بھی سنت کے مطابق بنایا جاتا ہے اور باطن کو بھی سنت کے مطابق بنایا جاتا ہے۔ دوستو! جتنا ہم داڑھی اور گول ٹوپی میں رہتے ہیں تو صورت بھی بنائیں اور سیرت بھی بنائیں، ہم سے لعنتی کام نہ ہوں۔ تعمیر الظاہر والباطن، ظاہر و باطن دونوں کو آراستہ کرلو۔ لیسٹر والو! مبارک ہو تم کو کہ مولانا محمد ایوب سورتی صاحب نے لیسٹر میں دعوۃ الحق قائم کی ہے اور ان کو کم لوگ پہچانتے ہیں، یہ بہت بڑے محدث ہیں، ان کے شاگرد مجھے کینیڈا، امریکا، جنوبی افریقہ میں ملے۔ ماشاء اللہ! ترکیسر میں جو انہوں نے پڑھایا تو آج ان کے شاگرد جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں، کوئی امام ہے، کوئی پڑھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، ان علماء کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ اے خدا! عالموں کی روٹی ایک جگہ نہ فرما، ان کی روٹی سارے عالَم میں پھیلا دے تاکہ اپنی روٹی کی خاطر جب یہ سفر

---

[۱] الرعد:۱۴

کریں تو میرے دین کو پھیلا دیں۔ اس لیے مولویوں کو دعوت ملتی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں آپ کھلاتے ہیں، یہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے، لیکن آپ کو بھی ثواب ملے گا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا آپ کے پاس قبول ہو کر آئی ہے اور اللہ نے آپ کو ان کے رزق کے انتظام کا واسطہ بنایا ہے۔

ایک صاحب نے پوچھا ان مولویوں کو مرغا بہت ملتا ہے۔ میں نے کہا مرغا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ چھوٹے بچے تھے تو استاد نے انہیں مرغا بنایا، جب سبق یاد نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بعد جو بڑے ہوئے اور کسی اللہ والے سے رجوع ہوئے تو نفس کی خواہشات کو پورا نہ کر کے نفس کو مرغا بنایا تو جب بچپن ہی سے یہ مرغے بنے تو اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ مرغیوں کو کشف ہوتا ہے۔ (مجمع جب خوب ہنسنے لگا تو فرمایا) حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مرغے فرشتے دیکھتے ہیں، جب مرغ کی آواز سنو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ اے اللہ! تیرا فضل مانگتا ہوں اور گدھا شیطان دیکھتا ہے، اس کو کشف میں شیطان نظر آتا ہے، وہاں اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[۱۲] پڑھو تو جب مرغوں کو فرشتے نظر آسکتے ہیں تو مرغیاں بھی نظر آسکتی ہیں۔ قضیہ ممکنہ ہے (یعنی ایسا ہو سکتا ہے) تو جب یہ دیکھتے ہیں کہ ان کا نفس مرغا بنا ہے تو مرغیاں قطار در قطار، سیریل نمبر سے ان کے پیٹ میں جانے کی کوشش کرتی ہیں اور اسے اپنی سعادت سمجھتی ہیں۔

اصلی مولوی کون ہے؟

مگر مولوی بھی اصلی وہی ہے جو مولیٰ والا ہو اور مولوی مولیٰ والا کب بنتا ہے؟

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد

یعنی میں پہلے مُلّا رومی تھا مگر مولوی کب بنا؟ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کے

---

[۱۲] صحیح البخاری: ۱/۴۶۶ (۳۳۱۴)، باب خیر مال المسلم، المکتبۃ المظہریۃ۔
مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۵، باب الدعوات فی الاوقات، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

صدقے میں میرا ڈنکا پٹ گیا۔ لیکن ڈنکا پٹوانے کی نیت سے اللہ والوں کو مت تلاش کرو، اللہ والوں کے پاس اللہ والا بننے کی کوشش کرو، اللہ تعالیٰ اگر مل گیا تو دونوں جہاں کا مزہ پاگئے بغیر اسبابِ مزہ دونوں جہاں کا مزہ ان شاء اللہ پائیں گے کیوں کہ خالق لذتِ کائنات جس کے دل میں آتا ہے تو وہ تمام حاصل لذاتِ کائنات پاجاتا ہے۔ میرا اُردو کا شعر؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

کہاں الیکشن کررہے ہو سلطنت کے لیے؟ یہ فقیر ان شاء اللہ چٹائی اور بوریوں پر آپ کے لیے سلطنت کا انتظام کرتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

میں نے آپ کے سامنے آیت تلاوت کی تھی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[۱۳] یہ آیت مردوں کے لیے بھی ہے، عورتوں کے لیے بھی ہے۔ مجھے علم ہے کہ خواتین بھی سن رہی ہیں، یہ آیت دونوں کے لیے ہے کہ ایمان والا بندہ ہو یا بندی ہو، مرد ہو یا عورت ہو، اگر ان کا ایمان کامل ہو جائے اور یہ ہمیں پہچان لیں، ہماری معرفت حاصل ہو جائے تو ان کے دلوں میں ہماری محبت ساری کائنات سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ خبر کس کی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی۔ علمائے نحو کے نزدیک کُلُّ خَبَرٍ یَّحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْکِذْبَ مخلوق کی ہر خبر احتمالِ صدق بھی رکھتی ہے اور احتمالِ کذب بھی۔ جملۂ خبریہ کی تعریف یہی کی جاتی ہے لیکن جو خبر اللہ تعالیٰ دے وہاں یَحْتَمِلُ الْکِذْبَ کا عقیدہ کفر ہو جاتا ہے، وہ خبر سو فیصد صحیح ہے۔ اللہ سے بڑھ کر سچا کون ہوگا؟ وحیٔ الٰہی کی خبروں پر نحو کا یہ قاعدہ فٹ مت کرنا۔

آیت اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ جملۂ خبریہ سے نازل فرمانے کا عاشقانہ راز

سوال یہ ہے کہ جملۂ خبریہ کیوں نازل فرمایا؟ جملۂ انشائیہ کیوں نازل نہ فرمایا کہ تم

---

[۱۳] البقرۃ:۱۶۵

لوگ ہم سے اتنی محبت کرو کہ ساری کائنات سے زیادہ ہو جائے؟ امر نہیں فرمایا، خبر دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت میں ایسی کشش ہے، ایسی مٹھاس ہے کہ اپنے بندوں کو حکم دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے جس دن میرے نام کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاجائیں گے، سارے عالَم کی شکر کو بھول جائیں گے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے لوگو! چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے؟

با لبِ یارم شکر را چہ خبر

ارے! میرے اللہ کے نام کی مٹھاس کو شکر کیا جانے۔ شکر تو حادث ہے، مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھاس خالق کی مٹھاس ہے، ذات واجب الوجود کی مٹھاس ہے اور

بارُخش شمس و قمر را چہ خبر

اور اللہ تعالیٰ کے نام کی روشنی کو یہ چاند اور سورج کیا جانیں؟ سورج اور چاند کیا بیچتے ہیں اپنی روشنی کو اور سلاطین کے تخت و تاج کیا بیچتے ہیں اس نشۂ سلطنت کو جو اللہ والوں کی چٹائیوں پر ان کے قلوب کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

اہلِ وفا کون ہیں؟

اللہ والوں کو اہلِ وفا کیوں کہتے ہیں؟ کیوں کہ ان کے سامنے جہاز پر ایئر ہوسٹس آتی ہے یا ایئرپورٹ پر ننگی ٹانگ والی آتی ہے یا ننگے حسین لڑکے آتے ہیں تو اس وقت وہ اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور نظر اُٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھتے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے خاص عاشقوں کو اہلِ وفا کہا جاتا ہے، وہ اپنے نفس کی خواہش کو دبالیتے ہیں، زخمِ حسرت اور خونِ تمنا برداشت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کو نہیں توڑتے اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرع کو پیش کرتے ہیں۔

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

یعنی اگرچہ حسین بے شک حسین ہیں۔ ان کی ناک کی اُٹھان ہے، چہرہ کتابی اور آنکھیں مثل ہرن ہیں اور ان کے لب نازک مثل گلاب کی پنکھڑی کے ہیں لیکن یہ موتی زیادہ قیمتی ہے یا خدائے تعالیٰ کا حکم زیادہ قیمتی ہے؟ ان کے پیٹ میں پائخانہ ہے یا نہیں؟ پیشاب ہے یا نہیں؟ لیکن اپنی بیویوں کو پیار کرنا چاہیے، کچھ بھی ہو۔ یہ صرف سڑکوں والی سے بچانے کے لیے کہہ رہاہوں اور بیویوں کو زیادہ پیار کرنے کے لیے نسخہ بتارہاہوں، وہ حلال ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو حلال کیاہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

گوہر حق را بامر حق شکن

اللہ کے ان موتیوں کو، ان حسینوں کو خداہی کے حکم سے مت دیکھو، کچھ دن کے بعد یہ حسن بگڑ جاتا ہے۔ سولہ سال کی گڑیا کو جس نے دیکھا تھا اب جب ستر سال کی بڑھیا دیکھوگے تو بھاگ جاؤگے، کہتاہے یہ کیسی گڑیاہے؟ کیسی تھی کیسی ہوگئی؟ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

بگڑنے والی شکلوں پر جو بگڑتا ہے، تباہ اور برباد ہوتا ہے۔ جو حق تعالیٰ کے قانون کو توڑتا ہے ایسی لعنتی آنکھیں کیا اللہ والی ہوجائیں گی؟ اور بگڑنے والی شکلوں پر بگڑنے والے باگر بِلّا تو ہوسکتے ہیں، عارف باللہ نہیں ہوسکتے۔

اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ کا جملۂ خبریہ حق تعالیٰ کی شانِ محبوبیت کی دلیل

تو اللہ تعالیٰ نے جملۂ خبریہ استعمال کیا، اس لیے کہ اپنی محبت کا حکم دینا اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کے خلاف ہے۔ میں ہوں ہی ایسا کہ اگر تم مجھے پہچان لو اور تمہاری آنکھوں کا موتیا نکل جائے تو خود ہی مجھ سے محبت کرنے لگوگے، مجھے حکم دینے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے جمال، اپنے کمال اور شانِ محبوبیت کا خود ہی علم ہے کہ اگر انہوں نے مجھے پہچان لیا اور دل میں پالیا تو خود ہی مجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہوں گے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
ہم جان گئے بس تری پہچان یہی ہے

اور جس دن اللہ تعالیٰ دل میں آئے گا، اس دن یہ شعر پڑھیں گے ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جس دن مولیٰ دل میں آئے گا ساری لیلائیں دل سے نکل جائیں گی، سورج اور چاند کی روشنی لوڈشیڈنگ معلوم ہوگی، دھیمی پڑجائے گی، سلاطین کے تخت و تاج نیلام ہوتے اور اُڑتے نظر آئیں گے، سارا عالم آپ کی نگاہوں سے گر جائے گا کیوں کہ خالق عالم کی شان ہی ایسی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اپنی شان کو، ان سے بڑھ کر ان کی شان اور کون جان سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ہمارے نام میں، ہمارے ذکر میں اتنی مٹھاس ہے، اتنی ہماری شانِ جمال ہے، اتنی ہماری شانِ محبوبیت ہے، ہم نے سارے جہاں اور دونوں جہاں کی لذتیں پیدا کیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جملۂ خبریہ نازل فرمایا کہ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تم ہم سے محبت کرو، جب ہم دل میں آئیں گے تو تم خود مست ہوجاؤ گے اور علامت یہ پیدا ہوگی کہ تم سلاطین کو خاطر میں نہیں لاؤ گے، سورج اور چاند کی روشنی کو خاطر میں نہیں لاؤ گے، لیلائے کائنات کے چکر والو! میں مولائے کائنات ہوں، ساری لیلاؤں کو میں نے نمک دیا ہے، جب وہ خالق نمکیاتِ لیلائے کائنات دل میں آتا ہے تو پھر وہ دل دونوں جہاں سے مستغنی اور بے نیاز ہوجاتا ہے۔ وہ جنت کا سوال بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر، مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کو، اللہ تعالیٰ کی لذتِ عبادت کو، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو جنت سے بھی افضل سمجھتا ہے۔ آپ نے سمجھ لیا کہ آج میں لیسٹر میں کتنا عظیم الشان مضمون بیان کررہا ہوں؟ میں مسجد میں کہتا ہوں کہ آج میں پہلی مرتبہ یہ مضمون بیان کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ جملۂ خبریہ سے کیوں نازل فرمایا؟ جملۂ انشائیہ کیوں نازل نہیں فرمایا؟ یہ بتاؤ کہ اگر کوئی سورج کو پاجائے تو کیا سورج کو یہ حکم دینے کی ضرورت ہے کہ اب تم مجھے پاگئے تو ستاروں کو دیکھنے کی ضرورت نہیں؟ سورج جانتا ہے کہ جب مجھے پائے گا تو

اس کو ستارے نظر ہی نہیں آئیں گے۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

سارے عالَم میں اس کو اللہ تعالیٰ ہی نظر آئے گا۔ کوئی نظر نہیں آئے گا۔

چو سلطان عزت علم بر کشد
جہاں سر بجیب عدم در کشد

وہ سلطانِ عزت جس کے دل میں اپنی محبت و معرفت کا جھنڈا لہرا دیتا ہے تو پوری کائنات جیبِ عدم میں داخل ہو جاتی ہے۔

اشد محبت کثرتِ ذکر سے ملتی ہے

تو آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جملۂ خبر یہ کیوں نازل کیا؟ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرے بندوں کو حکم دینے کی ضرورت نہیں کہ مجھ سے محبت کرو، میرا جمال جب ان پر منکشف ہو گا تو وہ خود ہی مجھ سے محبت کریں گے۔ بس ان کو یہ بتادو کہ میرا نام لیا کریں، میں عقل سے نہیں ملتا۔ عقل کے لیے میں نے مخلوق پیدا کی ہے۔ یَتَفَکَّرُوْنَ خلق کے لیے اور یَذْکُرُوْنَ خالق کے لیے ہے۔ فکر خلق کے لیے اور ذکر خالق کے لیے ہے۔ جب اللہ کے ذکر سے دل میں نور آئے گا تو آپ خود ہی روز بروز مست ہوتے چلے جائیں گے۔

اشد محبت مانگنے کا طریقہ حدیثِ پاک سے

اب اس کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اس اشد محبت کے مانگنے کا ڈھنگ سکھادیا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگ کر اُمت کو سکھایا کہ اس طرح مانگو۔ واہ! کیا بات ہے۔ اتباع کی لذت الگ اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی لذت الگ ہے۔ جب اُمتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا تو الفاظِ نبوت نورِ نبوت کے حامل ہوتے ہیں، اس کے مزے کا کیا پوچھتے ہو! نبی

کے الفاظ کی لذت الگ، نبی کے اتباع کی لذت الگ اور اللہ سے مانگنے کی لذت الگ۔

اہل اللہ سے محبت ذوقِ نبوت ہے

اور کیا مانگو گے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ مجھے آپ اپنی محبت دے دیجیے، وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ اور جو لوگ آپ سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت دیجیے۔ آپ کے عاشقوں کی محبت بھی میں مانگتا ہوں۔ اب آپ بتایئے کہ جو ظالم یہ کہے کہ کتابوں سے میں اللہ والا بن جاؤں گا، مجھے اللہ والوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کا یہ استغنا بخاری شریف کی اس حدیث کی روشنی میں حماقت ہے یا نہیں؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی محبت مانگ رہے ہیں تو کون ظالم اس سے مستغنی ہو سکتا ہے؟ یہ دلیل ہے کہ یہ شخص کورا ہے، مرادِ نبوت اور ذوقِ نبوت سے نا آشنا ہے۔ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اور اے اللہ! ایسے اعمال کی محبت دے دے جن سے تیری محبت ملے۔

عجیب رابطہ

علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان اللہ والوں کی محبت کیوں مانگی گئی ہے؟ اس لیے کہ یہ اللہ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان رابطہ ہے یعنی اللہ والوں کی محبت میں یہ خاصیت ہے کہ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی مل جاتی ہے اور اعمال کی محبت بھی مل جاتی ہے۔ (سبحان اللہ)

دیکھو! جگر صاحب کو ایک مرتبہ ایک اللہ والے بزرگ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی، کیسے اللہ والے بن گئے؟ شراب سے توبہ کر لی، حج کر آئے، داڑھی بھی رکھ لی اور ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر بھی نصیب ہو گیا۔ ساری زندگی شراب پی ۔

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

مگر ایک صحبت سے کیسی توبہ کر لی؟ بیمار ہوئے، ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ قومی امانت ہیں، تھوڑی پی لیا کیجیے، زندگی بچ جائے گی۔ پوچھا کہ اگر میں شراب پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا

رہوں گا؟ کہا کہ دس سال تک اُمید ہے جی جائیں گے۔ جگر صاحب نے کہا کہ دس سال اللہ کی ناراضگی میں جی کر گزاروں اس سے بہتر یہ ہے کہ ابھی توبہ کی حالت میں مر جاؤں۔ میں اللہ تعالیٰ کو اپنی جان دینے کے لیے فدا ہوں۔ اس کو کہتے ہیں توبہ۔ جب تک جان نہیں لڑاؤ گے غیر اللہ سے جان نہیں چھڑا سکتے، آسانی سے گناہ نہیں چھوڑ سکتے۔ لومڑیوں کا یہ کام نہیں ہے، شیروں کا کام ہے۔ جسم دیکھو تو شیر سے بھی قوی اور ہمت دیکھو تو لومڑی بھی شرما جائے۔ تو اللہ والوں کی محبت سے اللہ کی محبت بھی مل جائے گی اور نیک اعمال کی توفیق بھی ملے گی۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا ؎

جی چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

میں خود کہتا ہوں کہ اگر کوئی درد بھرا دل لے کر کہیں بیٹھا ہو میں ایسی شخصیت پر اس عمر میں بھی فدا ہونے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی محبت کی دولت عطا فرمائی ہے۔

محبت کی حدود

اب آگے محبت کی پلاٹنگ ہو رہی ہے۔ جیسے ہر چیز کی پلاٹنگ اور اس کی حدود ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! اتنی محبت دے دے کہ میں اپنی جان سے زیادہ آپ کو پیار کروں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ

جب جان سے زیادہ مولیٰ پیارا ہو گا تو بتاؤ پھر کوئی بد نظری کرے گا؟ گناہ چھپ چھپ کر کرے گا؟ لعنتی مزہ لے گا؟ ارے! گناہ سے ایسا بھاگے گا جیسے سانپ سے۔ اور اللہ کی رحمت پر فدا رہے گا۔

جان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے

تو زبانِ رسالت سے محبت کی حدود بیان ہو رہی ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اتنی محبت

دے دے کہ ہماری جان ہمہ وقت آپ پر فدا رہے اور ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ گناہوں کی حرام لذتوں کو، حرام خوشیوں کو امپورٹ نہ کریں۔ حرام خوشیوں کو کیا کریں۔

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

گناہ چھوڑ کر پچھتاؤ بھی مت بلکہ خوشی خوشی گناہوں میں آگ لگا دو۔ بتاؤ! سورج کب نکلتا ہے؟ جب مشرق لال ہوتا ہے۔ دل بھی جب خونِ تمنا سے لال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو اپنے قرب کا سورج عطا فرماتے ہیں۔

اگر لڑکیوں اور لڑکوں کا فرسٹ فلور (گال، بال، آنکھیں) دیکھو گے تو شیطان اس فرسٹ فلور سے پُل (pull) کرکے پھر گراؤنڈ فلور (پیشاب پائخانہ کے مقام پر) پُش (push) کردے گا اور پھر گٹر لائنوں میں پڑے چیں چیں کرتے رہوگے۔ جیسے سانپ چھچھوندر نگلتا ہے تو چھچھوندر بھی چلّاتی ہے اور سانپ بھی چلّاتا ہے، غیر اللہ والے ہمیشہ پریشان رہتے ہیں، خودکشی تک کرلیتے ہیں۔ سن لو! کسی ولی اللہ نے کبھی خودکشی نہیں کی، مولیٰ کے عاشقین خودکشی نہیں کرتے، لیلاؤں کے عاشقین نے خودکشی کی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی محبت کتنی ہونی چاہیے؟ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے الفاظِ نبوت میں مانگو، ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مقبول ہیں، آپ کے الفاظ بھی مقبول ہیں، مقبول لغتِ نبوت میں مانگو گے تو آپ کی دعا رد نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ یاد کرلو۔ خالق حیات کی باتیں پیش کرتا ہوں جن سے حیات برستی ہے۔ خالق حیات اپنے عاشقوں پر حیات اور نافرمانوں کے دلوں پر موت برساتا ہے، چہرہ دیکھو تو پتا چل جائے گا کہ اس پر لعنت و پھٹکار ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھ کر جو بد نظری کرکے آیا تھا فرمایا:

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّتَرَشَّحُ مِنْ اَعْیُنِهِمُ الزِّنَا[۱۴]

کیا حال ہے ایسی قوموں کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱۴] التفسیر القرطبی: ۱۰/۴۴، الحجر (۷۵)، دار الکتب العربی، القاھرۃ، ذکرہ بلفظ وفی عینیہ اثر الزنا

نے لعنت نہیں فرمائی؟ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ جو بد نظری کرتا ہے اس پر لعنت ہو۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا ہے تو کیا لعنت کے اثرات چہرے پر نہیں آئیں گے؟

اہل وعیال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے

اس کے بعد فرمایا وَمِنْ اَھْلِیْ اے اللہ! اپنی محبت مجھے میرے اہل وعیال سے بھی زیادہ دے دے۔ یہ نہیں کہ بیوی نے کہا کہ ٹیلی ویژن نہیں لاؤ گے تو میں ناراض ہو جاؤں گی تو مارے ڈر کے لے آیا۔ بھائی! ہرگز اللہ تعالیٰ کو ناراض مت کرو، بیوی کی تمام ڈیمانڈ پوری کرو، اگر اچھے کپڑے کو کہے لے آؤ، کوکا کولا لے آؤ، مرنڈا منگا دو، سیون اپ پلا دو، اور شوگر والی ہے تو ڈائٹ سیون اپ لے آؤ اور ٹھنڈی کر کے پلاؤ۔ حلال نعمتیں اس پر برساؤ لیکن جب اللہ کی نافرمانی کو کہے کہ ننگی فلمیں لے آؤ تو کہہ دو کہ میری جان لے لو مگر ایمان نہ لو، ایمان نہیں دے سکتا۔

جہانگیر بادشاہ سے نور جہاں نے کہا کہ شیعہ ہو جاؤ۔ پوچھا کیوں؟ کہا کہ تم میرے عاشق ہو، عاشق کو چاہیے کہ معشوق کا مذہب اختیار کرے تو اس نے کہا کہ۔

جاناں بہ تو جاں دادم نہ کہ ایماں دادم

اے نور جہاں میری محبوبہ! تجھ پر میں نے جان دی ہے، ایمان نہیں دیا ہے۔ (سبحان اللہ)

شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ کی محبت مطلوب ہے

تیسرا جملہ ہے وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ اے اللہ! اپنی محبت مجھے اتنی دے دے کہ شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ۔ شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے رَگ رَگ میں جان آتی ہے، جان میں سینکڑوں جان معلوم ہوتی ہیں، اس شدید پیاس میں پانی جتنا پیارا ہوتا ہے، اے اللہ! اس سے زیادہ آپ مجھے پیارے ہو جائیے، اپنی ایسی محبت میری جان کو عطا فرما دیجیے۔ بس مضمون ختم ہو گیا۔ کوئی چیز باقی رہ گئی ہو تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ ایک ہی مجلس میں سارا دین کون پیش کر سکتا ہے؟ تیئیس برس میں جو دین نازل ہوا وہ لیسٹر کی اس مسجد میں ابھی ایک گھنٹے میں پیش کر دوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن ضروری باتیں پیش

کر دی ہیں (حاضرین نے کہا بہت جامع بیان ہے، ماشاء اللہ) اب میں درد بھرے دل سے دعا کرتا ہوں، میں مسافر ہوں، آپ آمین کہیں۔

اے اللہ! ہماری جانوں میں اور ہمارے دلوں میں اور ہمارے سینوں میں محبت کا وہ درد داخل فرما جو آپ عاشقوں کے سینوں کو عطا فرماتے ہیں، جو اولیاء اور دوستوں کے سینوں میں عطا فرماتے ہیں اور منتہائے اولیائے صدیقین کی نسبت سے نوازیے۔ ہماری دنیا بھی بنادے، آخرت بھی بنادے۔ اے اللہ! اختر کو بھی اور تمام سامعین کو تقویٰ کی حیات نصیب فرما، اپنے نام کی مٹھاس اور لذت سے ہم سب کو آشنا فرما، ایسا قرب نصیب فرما کہ ساری دنیا کی لیلائیں نگاہوں سے گر جائیں۔ اے اللہ! ہم سب کو اپنا دیوانہ بنادے اور دیوانہ سازی بھی نصیب فرما۔ اے خالق دو جہاں! دونوں جہاں ہم سب کو عطا فرما، یہ دعا میرے لیے آپ سب کے لیے اور ہمارے آپ کے بچوں کے لیے اور سارے عالَم کے احباب غائبین اور ساری اُمتِ مسلمہ کے لیے قبول فرما۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁❁

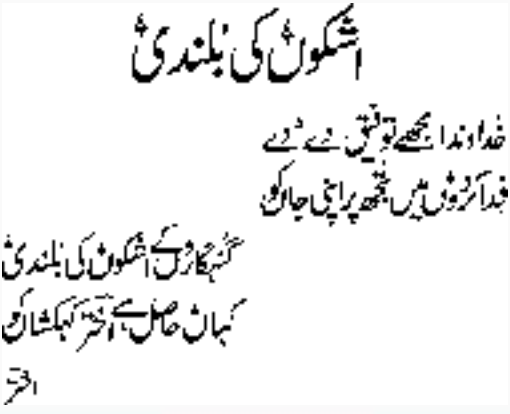

اللہ والوں سے محبت رکھنا اور ان میں جینے مرنے کا ذوق رکھنا انبیاء کرام کا ذوق ہے۔ جہاں امت کو اس بارے میں ہدایت ہے کہ وہ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھا کریں وہیں اللہ تعالیٰ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ آپ صحابہ کرام کے پاس بیٹھا کریں تاکہ آپ کے نورِ نبوت کے فیض سے ان کے قلوب بھی اللہ کے نور سے روشن ہوجائیں۔

شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ ''عرفانِ محبت'' اہلِ محبت یعنی اللہ والوں کی صحبت کے فیض سے حاصل ہونے والے عرفان کے بیان پر مبنی ہے یعنی ان اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب کا وہ تعلق قائم ہوجاتا ہے جسے ولایت کہتے ہیں۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری